

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۳؎)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے (ایڈیٹر)
پادری غلام مسیح صاحب
مینو منترل وارث روڈ لاہور
پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب
ایم اے لامیرپرس روڈ لاہور (مینیجر)

جملہ خط وکتابت وترسیل زر
بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے
اور مضامین واشتہارات
برائے اندراج بنام ایڈیٹرز
ارسال فرماکر ممنون فرمائیں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۵۲	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۳۰ مئی ۱۹۲۴ء	نمبر ۲۲

غزل

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ)

عشقِ عیسےٰ را نہان داریم ما — درتنِ خود ہمچو جان داریم ما
سینہ ام از داغہا گلزار شد — کے گذر در بوستان داریم ما
تاسحر درخلوتِ جانان چو شمع — راز دل را برزبان داریم ما
شورِ محشر بر سرِ ما بے خبر — آنچناں خوابِ گران داریم ما
پیشِ تیغِ ابروئے آن فتنہ گر — سینہ بہرِ امتحان داریم ما
درشبِ مہ سیر تنہا نیم کرد — جامۂ خود از کتان داریم ما
جائے گلبانگ اندریں فصلِ بہار — درقفس آہ وفغان داریم ما
قصۂ ہجرانِ ما۔ کوتاہ نیست — گوش کن یک داستان داریم ما
گر رقیب آمد بکینِ ما۔ چہ غم۔ — یارِ خود را مہربان داریم ما

ہمچو حشمت مسکنِ خود روز وشب
بردرِ دارالامان داریم ما

غزل

از قلم پادری بی گارڈنر صاحب صبر

کہاں کا کھانا کہاں کا پینا عبث ہے جینا عذاب میں ہوں
کئے ہیں اتنے گناہ گناہ پر انہیں کے فکر وحساب میں ہوں
ہُوا ہوں بندہ میں جب سے اُس کا نہ پوچھ ہمدم کچھ حال میرا
نہ سوچ دل میں گناہ کا مطلق نہ کچھ ہیں فکر حساب میں ہوں
ہُوا ہے جب سے خیال تیرا عجب طرح کا ہے حال میرا
نہ چین دم بھر ہے میرے دل کو عجب طرح کے عذاب میں ہوں
نہاں ہوں آنکھوں میں سب کی ایسا عیاں ہوں سب پر جہاں میں ایسا
کبھی ہوں گل میں برنگِ بُو ہوں کبھی میں شکل گلاب میں ہوں
نہ دل میں غم ہے نہ فکر کچھ ہے مزے مزے میں گذر رہی ہے
عجب خوشی ہو نمو کے دن ہیں ابھی ہیں جوشِ شباب میں ہوں
نماز کیسی کہاں کا روزہ ثواب کس کا عذاب کیسا
نہیں ہے پرواہ مجھے کسی کی ہیں جب سے تیری جناب میں ہوں
ہُوا ہوں پیدا جہاں میں جب سے نہ صبر صدمہ اُٹھایا میں نے
نہ غم سزا کا ہے میرے دل میں نہ کچھ میں فکر عذاب میں ہوں

لاہور میں مسیحیت کی عظیم الشان فتح

گذشتہ سے پیوستہ

پال صاحب۔ مگر شیطان وآدم کے درمیان تو خاص مکالمہ اسی درخت ممنوعہ ہی کی بابت تھا۔ اسی لئے قرآن میں آیا ہے کہ وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ

تغویٰ (۲۰ ⁄ ۱۱۹) یعنی آدم نے رب کی نافرمانی کی۔ غویٰ نسیہ کے لئے نہیں آسکتا۔

(خواجہ صاحب نے اس موقع پر مولوی محمد علی کی تفسیر قرآن کو منگایا! اور کئی منٹ تک اس کا مطالعہ کرنے کے بعد فرمایا)

خواجہ صاحب۔ مگر مجھے یہاں شیطان کی کوئی بحث آدم سے نہیں ملتی۔

پال صاحب۔ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ... فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَىٰ ... فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ۔ ترجمہ۔ ہم نے آدم سے اس سے پہلے ایک عہد کیا تھا سو وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں استقلال نہ پایا ۔۔ پھر ہم نے آدم سے کہا یہ ابلیس تیرا اور تیری زوجہ کا دشمن ہے [illegible] دونوں کو جنت سے نہ نکلوا دے۔ پھر تو تکلیف میں پڑے ۔۔۔۔ پھر شیطان نے آدم کے دل میں ڈالا۔ بولا اے آدم کیا میں تجھے سدا جینے کا درخت اور وہ سلطنت جو کہنہ نہ ہو بتاؤں؟ وغیرہ (۲۰ ⁄ ۱۱۴ تا ۱۱۹) اس کے مطابق آدم کو بتایا گیا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ پھر شیطان نے اُن کو ورغلا دیا۔

خواجہ صاحب۔ مگر یہ کس طرح معلوم ہو کہ جب شیطان نے اس سے سدا جینے کے درخت کا ذکر کیا تو اُسے خدا کی بات یاد تھی؟

پال صاحب۔ آدم کے سامنے جب خاص وہی مسئلہ زیر بحث آیا جس سے خدا نے منع کیا تھا تو ضرور ہے کہ اسے خدا کا حکم یاد آگیا۔ اگر باوجود مکالمہ کے بھی بھول گیا تو غویٰ کہنا ہرگز مناسب نہ تھا۔ یعنی کہ اُس نے خدا کی نافرمانی کی۔

خواجہ صاحب۔ غویٰ کے معنی کیا ہیں؟

پال صاحب۔ غویٰ۔ باغی ہونا۔

خواجہ صاحب۔ چونکہ پہلے لکھا ہے کہ آدم بھول گیا تھا۔ پس جب شیطان نے اس کو ورغلایا تو ضروری نہیں کہ اس وقت آدم کو خدا کا حکم یاد آگیا۔ نہ شیطان نے خدا کا حکم ہی یاد دلایا تھا۔ پس وہ بھولا ہوا تھا جبکہ شیطان نے اُسے ورغلایا۔ مدت گذر گئی تھی اور آدم کو خدا کا حکم بھول چکا تھا۔ ایک بچہ آن واحد میں بھول جاتا ہے۔ امکان نسیہ کا آسکتا ہے۔

پال صاحب۔ شیطان خدا کے حکم کے بالمقابل پیش کرتا ہے کہ اے آدم کیا میں تجھے سدا جینے کا درخت اور وہ سلطنت جو کہنہ نہ ہو بتاؤں؟ خدا نے جس درخت کی نسبت پہلے نزدیک نہ جانے کا حکم دیا تھا۔ اب اسی کا ذکر شیطان کرتا تو کیوں اُسے یاد نہ آیا تھا؟ خدا نے کہا تھا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ۔ شیطان بھی شجرۃ الخلد کا ہی ذکر کرتا ہے۔ شیطان نے اچانک آدم پر حملہ نہیں کیا بلکہ اس سے محبت کرتا ہوا کہتا ہے کہ میں تجھے شجرۃ الخلد بتاؤں! یہاں ال معہود ذہنی ہے۔ پس لازماً شیطان کے مکالمہ نے امر الٰہی کی یاد کو تازہ کر دیا۔ خدا نے کہا تھا کہ اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے اور اب شیطان کہتا ہے کہ یہ درخت سدا کی زندگی کا ہے۔ اب دونوں نے اس میں سے حریص ہو کر کھایا۔ یہ آدم کی بھول نہیں ہے۔ اسی لئے نافرمانی کا لفظ آیا ہے اور اس لئے سزا بھی مرتب ہو گئی۔ لکھا ہے فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ۔ پھر ان دونوں نے اس میں سے کھایا اور ان کی عریانی ان پر ظاہر ہو گئی اور دونوں اپنے اوپر باغ کے پتے ٹانکنے لگے۔ اگر خطا سہواً واقع ہوئی تو سزا کیوں دی گئی؟

خواجہ صاحب۔ مگر یہ کیسے ثابت ہوا کہ باغ میں ایک ہی ایسا درخت تھا۔ لفظ جنت کے معنی ہیں گھنی باغ۔ پھر درخت بھی متعدد ہونگے ہو سکتا ہے کہ شیطان نے کسی اور درخت کا ذکر کیا ہو جس سے خدا نے منع نہ کیا تھا۔

پال صاحب۔ ال معہود ذہنی ہے اور ہذا الشجرۃ اور (۱) شجرۃ الخلد دونوں میں ال تعریفی آیا ہے یعنی وہی درخت جس سے خدا نے منع کیا تھا (۲) مزید برآں شجرۃ کے آخر میں جو ۃ ہے وہ وحدت کی علامت ہے یعنی ایک ہی درخت تھا (۳) پھر لفظ خلد بھی اسی دعوے کی تائید میں ہے۔ درخت کی تخصیص ظاہر و ثابت ہے۔ اور (۴) سب سے بڑھ کر یہ کہ سزا کا مرتب ہو جانا بھی ثابت کرتا ہے کہ اس ایک ہی درخت کا ذکر تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جو فعل نسیہ سے ہو اُس پر سزا نہیں ہوتی۔

خواجہ صاحب۔ ال سے کوئی معہود ذہنی ہے۔

پال صاحب۔ تو کیا ایسے بہت سے درخت تھے یا ایک ہی تھا۔

خواجہ صاحب۔ ایک آدمی نے زہر کھا لیا جس کا نتیجہ ہلاکت تھا۔ مگر فی الفور علاج کیا گیا اور نتیجہ ظاہر نہ ہوا۔ اسی طرح آدم نے گناہ کیا مگر چونکہ بھول سے تھا خدا نے معاف کر دیا۔ مرض کے ظہور اور دفعیہ مرض کے درمیانی عرصہ کو سزا نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ سزا کے معنی کا بااشارہ مکمل سزا نہیں ہوتی۔ خدا اب کا ٹالا جانا بڑی گرانی ہے اور خدا اب کا نہ ہونا غفران ہے۔ غفران میں غلطی کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ مگر آدم کی سزا مکمل سزا نہ تھی۔ وہ محض مبادیات سزا ہی تھے۔

پال صاحب۔ فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ اور ان دونوں کو وہاں سے کہ جس میں وہ تھے نکال دیا۔ اب جنت کوئی مکان ہو یا قوٰی فطری کا کمال۔ بہرحال اس حالت سے آدم کو نکال دیا گیا اور اس حالت سے نکلنا ہی سزا ہے۔ سزا تین قسم کی تھی (دیکھو ضمیمہ)



نورافشان

مطبوعہ ۳۰ مئی سنہ ۱۹۲۴ء

مظلوموں کی پکاریں اور اہل ظلم کی ڈانٹیں

اور ڈر کے مارے چلا اُٹھے متی ۱۴: ۲۶ اور جب ڈوبنے لگا تو چلا کر کہا اے خداوند مجھے بچا متی ۱۴: ۳۰۔ دو اندھے اُس کے پیچھے یہ پکارتے ہوئے چلے کہ اے ابن داؤد ہم پر رحم کر متی ۹: ۲۷۔ اسے رخصت کر دے کیونکہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے متی ۱۵: ۲۳۔ لیکن وہ اور بھی چلا کر بولے اے خداوند ابن داؤد ہم پر رحم کر متی ۲۰: ۳۰۔ ۳۱۔ ابن داؤد کو ہوشعنا پکارتے دیکھا تو خفا ہو کر اُس سے کہنے لگے تو سنتا ہے کہ یہ کیا کہتے ہیں متی ۲۱: ۱۵۔ فی الفور اس لڑکے کا باپ چلا کر بولا میں اعتقاد رکھتا ہوں۔ مرقس ۹: ۲۴ اور دیکھو انہوں نے چلا کر کہا کہ اے خدا کے بیٹے ہمیں تجھ سے کیا کام متی ۸: ۲۹۔ یوحنا نے اُس کی بابت گواہی دی اور پکار کے کہا۔ یوحنا ۱: ۱۵ پس وہ چلائے کہ لیجا۔ لیجا اُسے صلیب دے یوحنا ۱۹: ۱۵

لوگوں نے انہیں ڈانٹا کہ چپ رہیں متی

یسوع مسیح کا اپنی زندگی میں مذکورہ بالا پکاروں اور چلاہٹوں سے کسی نہ کسی حیثیت سے واسطہ پڑا تھا۔ ان میں بعض پکاریں اہل ایمان کی تھیں۔ بعض خوف و دہشت سے متاثر اصحاب کی تھیں۔ بعض زندگی کے خطروں میں مبتلا ہونے والوں کی تھیں۔ بعض طالبانِ امداد کی تھیں۔ بعض خوشی سے بھرپور بچوں کی تھیں۔ بعض یسوع مسیح کے ثناخوانوں کی تھیں۔ بعض کمزور ایمان والوں کی تھیں۔ بعض یسوع مسیح سے سرکشوں اور اُس کے دشمنوں کی تھیں۔ بعض اُن کی تھیں جو حاجتمندوں کو یسوع مسیح سے امداد لینے سے روکنے والے تھے۔ اُن کو اپنی تباہ حالی میں امداد لینے کا شور بھی مچانے نہ دیتے تھے۔ ناظرین آپ کن میں سے ہیں۔

اہلِ دنیا کی خصلت و سیرت جیسی آج سے ۱۹۲۴ برس پیشتر تھی ویسی ہی ہمارے زمانہ میں موجود ہے۔ تباہ حالوں کی فریادوں کا اور اُن کی آہ و بکا کا اب بھی ہر ملک و قوم میں شور ہے۔ خصوصاً ہندوستان میں آہ و فغاں کا شور بہت زیادہ گونجتا ہے۔ اہل مصیبت امداد کے لئے یسوع مسیح کو زیادہ پکار رہے ہیں۔ مگر سنگدل اور اہل غرض اور جابر و ظالم اصحاب اُنہیں ڈانٹ ڈانٹ کر چپ کرانے میں زیادہ مصروف ہیں وہ نہیں چاہتے کہ حاجتمند امداد کے لئے یسوع مسیح کو پکاریں۔ یہ سنگدل یہودیوں کے ہمذہب اہل درد کے شور و فغاں کو ڈرا ڈرا کر اس لئے بند کرنا چاہتے ہیں کہ یہ مظلوم لوگ کہیں اپنی تکلیفوں سے نہ چھوٹ جائیں۔ دوسری طرف وہ خیر مجسم یسوع مسیح کی ذلت و رسوائی اور تکذیب و توہین میں دیوانے بنے ہوئے ہیں اور کہتے رہتے ہیں کہ ہمیں خدا کے بیٹے سے کیا مطلب؟ لیکن ہم اہلِ درد کو یہی مشورہ دینگے کہ جس شدت سے اہلِ ظلم اُن کو یسوع مسیح سے فریاد کرنے سے روکیں اُسی نسبت سے وہ زیادہ یسوع مسیح کو پکاریں۔ تب ہی اُن کی مرادیں خدا سے پوری ہونگی۔ اگر اہل ظلم کی ڈانٹوں سے ڈر کر تم نے خاموشی اختیار کی تو یقین جانو تم نامرادی اور مایوسی میں مرجاؤ گے۔ ہند کے مصیبت زدو یسوع مسیح کو پکارو۔ تمہاری مصیبتوں کا معالج یسوع مسیح ہی ہے۔ دوسرا کوئی نہیں ہے۔

تم کو یسوع مسیح کا شور مچانے سے بند کرنے والے وہی ہیں جنہوں نے تمہارے مال و جان کو لوٹا اور تباہ کیا۔ وہ وہی ہیں جنہوں نے تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو کتوں اور سوروں سے بدتر بنایا۔ وہ وہی ہیں جو آجتک تمہارا خون پی پی کر موٹے تازے اور توانا ہو گئے۔ وہ وہی ہیں جنہوں نے تم کو انسانیت کے جملہ حقوق سے محروم کیا۔ وہ وہی ہیں جنہوں نے تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو غلامی کی خوفناک زنجیروں سے جکڑا۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے تمہارے لئے رذیل اور کمینے کام مقرر کئے کہ تم ان کو کرتے رہو۔ اب ملکِ ہند میں تمہاری خلاصی اور رہائی کے لئے یسوع مسیح آچکا ہے۔ تم اُسے پکارو۔ نڈر ہو کر پکارو پھر خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔

ینابیع المسیحیت

مسیحیت اپنے ماقبل و ہمعصر و مابعد مذاہب کی صداقت ہے

ہماری دنیا میں ایک حضرت آدم ہی ایسی ہستی پیدا ہوئے تھے جو انسانی والدین کی نعمت سے محروم تھے۔ جن کی پرورش تعلیم و تربیت قدرت نے اپنے ہی ہاتھ میں رکھی تھی۔ آپ کی اولاد میں بچوں کی آمد تعلیم و تربیت و پرورش کے تمام اسباب قدرت نے متواتر پیدا کر دیئے تھے۔ ہماری زمین پر آدم کے بعد کوئی ایسا بچہ پیدا نہیں ہوا جو اپنی دنیوی۔ دینی جسمانی اخلاقی۔ ذہنی۔ روحانی قابلیتوں کا یا زندگی کی فتوحات و معلومات کا پلندہ عالم غیر و بینی سے ساتھ لایا ہو۔ ہر ایک بچہ جو ہماری دنیا میں آیا ہے بعض مستثنیٰ حالتوں کو چھوڑ کر ایک قسم کی ناداری اور لاچاری اور خالی الذہنی کی حالت میں آیا ہے اپنے

آپ کو قابل و فاتح انسان بنانے کا کوئی سامان ساتھ نہیں لایا ہے قدرت اسے قابل انسان بنانے کے اسباب اس کے دنیا میں ہست ہونے سے پیشتر ہی موجود کرتی آئی ہے۔ قدرت نے ہمارے زمانے تک اپنے اس طرز عمل کو نہیں بدلا ہے۔

جو بچے آج تک ہماری دنیا میں پیدا ہوتے آئے ہیں وہ انہیں موجودہ اسباب سے جو قدرت پیشتر سے موجود کرتی آئی ہے الفت و نفرت کر کے بعض سے مانوس اور بعض کو ترک کر کے نفع یا نقصان اُٹھاتے آئے ہیں اور وہ ان کے لئے باعث [redacted] رحمت یا باعث قہر بنتے آئے ہیں۔ اگر کسی کو زندگی اور علم و فضل کے اسباب میسر آ گئے۔ اگر انہوں نے اُن کی تحصیل میں مشقت اُٹھائی تو بڑے انسان بن گئے۔ دوسری حالت میں یا تو بچپن میں مر گئے یا جاہل و لاعلم ہو کر بے دُم کے جانور بن گئے۔

جو لوگ دنیا میں بڑے انسان مشہور ہوتے آئے ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ ان لوگوں کا ہے جو مذاہب کے بانی ہو گذرے ہیں۔ وہ بھی دیگر مشاہیر کی طرح اپنے زمانہ کے اُن اسباب سے جو انسانی خاندانوں اور قوموں کی میراث میں تواتر سے چلے آئے تعلیم و تربیت پاتے رہے۔ اپنے زمانہ کے پیشتر اور زمانہ حاضرہ کے علوم پر اپنی عقل و فکر سے نئی صداقتوں کو بڑھاتے رہے اپنے اجتہاد و انتخاب کے نتائج ظاہر و بیان کرتے رہے اُن کے معاصرین اُن کے اجتہاد و انتخاب کے نتائج کی خوبی یا عدم خوبی کو مانتے رہے۔ بعد کی قومیں اُن کی تعلیم و تلقین پر غور و فکر کر کے اُن کی بزرگی کو یا تو مانتی آئیں یا اُن کی تکذیب کرتی آئیں۔ آج کے دن جب ہم انبیاء کے کلام کو دیکھتے ہیں تو اُن میں ایک یسوع مسیح کی شخصیت و تعلیم ایسی ہے جو ہر معنی میں عالمگیر حیثیت رکھتی ہے اس میں ہمہ دانی کا وصف پایا جاتا ہے۔ اُس نے اپنے زمانہ تک کے جملہ اسباب کو خدا کی طرح جانا۔ اس نے اُن سے عالمگیر مذہب کے اصول منتخب کئے۔ اُس نے اُن کو اپنی زندگی کے طرز عمل سے صداقت کی جھلک دیدی جو آج تک مدہم نہیں ہوئی ہے

غیر یہودی اقوام کے مذاہب پر غور کرو جو تواتر سے یسوع مسیح کے زمانہ تک اور ایک عالمگیر حیثیت میں پہنچے تھے۔ گو غیر یہودی اقوام کے مذاہب مختلف تھے پر در اصل مصر کے قدیم مذہب کی مختلف صورتیں تھے جن کا یسوع مسیح اور آپ کی قوم سے کوئی مذہبی علاقہ نہ تھا۔ تو بھی جملہ مذاہب یہودی قوم کے لئے مہلک مرض بنکر چمٹے چلے آتے تھے۔ مثلاً مصری مذہب حسب ذیل معانی کا تھا:-

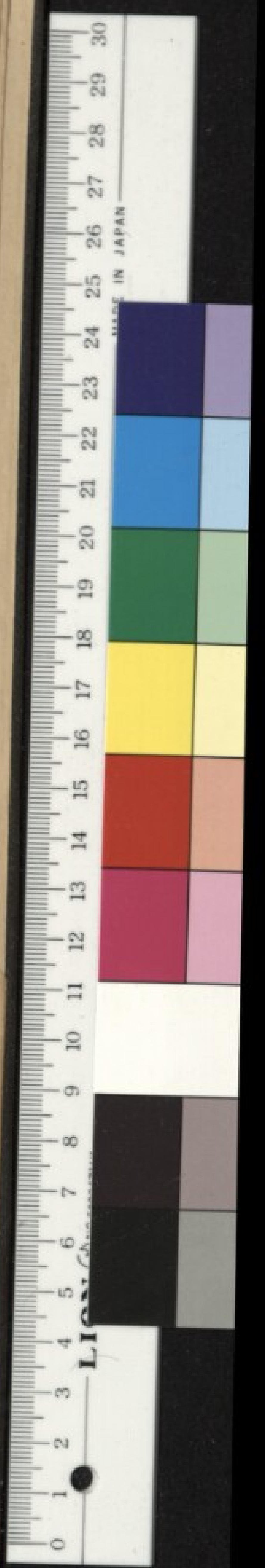
ہیروڈوٹس کتاب دوم کے باب ۴۲ میں لکھتا ہے کہ مصری قوم صرف دو معبودوں کی پرستش کرتی تھی۔ ایک کا نام اوسیرس اور دوسری کا نام آئسس تھا۔ ان دو معبودوں کے ساتھ مختلف جگاہوں میں مذکر و مؤنث معبودوں کے ایک بڑے شمار کی عبادت رواج ہوا کرتی تھی جس سے ظاہر ہے کہ دیگر معبود مقامی تھے جو دو معبودوں سے متعلق تھے۔

پلوٹارک کا بیان ہے کہ کرونس اور ریتا کی پوشیدہ شادی سے اوسیرس اور آئسس اور ٹائفون ایک ہی وقت پیدا ہوئے تھے۔ ٹائفون فنا کرنے والا اصول تھا۔ اوسیرس تمام چیزوں کا مالک تھا جس نے مصر پر حکمرانی شروع کی کہ اُسے فائدہ پہنچائے۔ اُس نے مصریوں کو کھیتی باڑی کا کام سکھایا اور اُن کو قانون وغیرہ سکھائے۔ تب وہ کسی دوسری دنیا کو برکت دینے چلا گیا۔ اُس کی واپسی پر ٹائفون نے اپنے ستر ہمراہیوں کے ساتھ اُسے مار ڈالا اُس کی لاش کو صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں بہا دیا۔ وہ صندوق بحیرہ روم میں داخل ہو کر فنیکیہ کے کنارے جا لگا۔ آئسس اپنے پیارے کے فراق میں روتی ہوئی اُس کی تلاشی کو نکلی۔ اُسے فنیکیہ کے کنارے بیلاس میں پایا۔ ٹائفون نے پھر اوسیرس کے کفن پر حملہ کیا۔ مگر آئسس کے سپاہیوں نے اُسے شکست دیکر کفن کو بچا لیا۔ یہ شکست اوسیرس کے بیٹے ہورس نے اس وقت دی تھی جبکہ اوسیرس عالم ارواح میں شہنشاہی کر رہا تھا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اوسیرس اور آئسس دونوں بہن بھائی معبود تھے۔

لیمپیس کا بیان ہے کہ اوسیرس سورج دیوتا تھا۔ جسے "را" کہتے ہیں۔ اسی طرح ڈائیوڈرس کا بیان ہے کہ مصری سورج اور چاند کو معبود جانتے تھے۔ وہ یہ بھی یقین کرتے تھے کہ مذکر معبود ایک ہی وقت بیٹا اور شوہر اپنی قدیم ماں کا ہے۔ چونکہ مصریوں کے تمام معبود مخلوق تھے۔ اس وجہ سے وہ اپنے معبودوں کی بابت جنم لینے اور مرنے اور زندہ ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے۔ بنی نوع انسان میں وہ اپنے بادشاہوں کو معبود مانتے تھے جس کے ساتھ ہی تناسخ کی تعلیم کا اعتقاد رکھتے تھے۔ اس وجہ سے مصریوں کے معبودوں سے اُن کا جنم لینا۔ مرنا۔ پھر زندہ ہونا لازمی طور سے منسوب تھا

گول آودی ہیومن ریس

یہ مصریوں کے معبودوں کا مختصر سا ذکر ہے۔ مصریوں کا یہی مذہب و عقیدہ اہل فنیکی۔ اہل بابل۔ اہل نینوہ۔ اہل عرب۔ اہل کنعان۔ اہل یونان و روم اور اہل ہند و چین میں اس وقت رائج و مروج تھا جس وقت یسوع مسیح دنیا میں پیدا ہوئے تھے ایک بدھ مذہب ہی ایسا پیدا ہو چکا تھا جو ہر قسم کے معبود کے خیال سے کورا تھا۔ مگر یسوع مسیح کی پیدائش کے وقت وہ بھی زوال پذیر ہو چکا تھا۔



اب اس بات کو دیکھنا چاہئے کہ گو مصری اور دیگر اقوام کے مذاہب نہایت مکروہ قسم کے تھے ان کے معبود ایک سرے سے باطل تھے۔ مگر توبھی مصریوں اور دوسری قوموں نے اُن معبودوں کو جو اعلیٰ اور افضل خصوصیات بہنائی تھی۔ جو اُن معبودوں کی عبادت سے اپنی نجات کی امید تھنا رکھی تھی۔ اُن باطل معبودوں کی عزت و عبادت میں مختلف قسم کی قربانیوں کر حتّٰی کہ انسانی قربانیوں تک کو لازم ٹھہرایا تھا وہ بالکلیہ قوام نہ کرہ کا باطل فعل نہ تھا۔ غیر یہودی اقوام کے مذاہب میں مسیحیت کی پیشینگوئی کے طور سے ضرور کچھ نہ کچھ چلا آتا تھا جو اگر باطل پرستی میں ایسا صاف و واضح نہ تھا جیسا کہ یہودیت کے حدود میں محدود چلا آتا تھا یہودیت مسیحیت کی صداقت کے اقرار سے بہت زیادہ منور چلی آتی تھی۔ جس کا بیان بہ ذکر کرنا باعث طوالت جانکر ترک کرتے ہیں۔

غرضیکہ قبل از مسیح اور بروقت پیدائش مسیح جیسے غیر یہودی مذاہب اس سچائی اور صداقت کے عملی مجسمہ سے خالی چلے آتے تھے۔ جو اُن میں قدیم سے چلی آتی تھی ویسے ہی یہودی مذہب بھی اس سچائی و صداقت کے عملی مجسمہ کا سخت محتاج تھا۔ عقلی و علمی و اعتقادی باتیں یہودیت و غیر یہودیت میں محض خیالی و اعتقادی وجود رکھتی تھیں۔ یہودیت و غیر یہودیت کی صداقت کسی فرد واحد کی زندگی اور اُس کے عمل کا جزو نہ تھی بہر دونہ آہ۔ کی صداقتوں پر توہمات و تخیلات انسانی کی گھٹائیں چھا رہی تھیں۔ اُن کا ذکر اگر کہیں ہوا کرتا تھا تو مجالس کے اوقات کو کاٹنے کے لئے ہوا کرتا تھا اس کا یہ نتیجہ تھا کہ غیر یہودی اقوام میں دہریت عالمگیر تھی۔ یہودیت مسیحیت کی آمد کی تاخیر سے مایوس ہو کر پاش پاش ہو رہی تھی۔ صرف مسیحیت نے وجود پذیر ہو کر تمام دنیا کو دہریت و لامذہبی کے ہاتھوں سے بچایا تھا اور وہ آج تک یہ کام کر رہی ہے۔

* تحقیق الاسلام حصہ اوّل

پر

ریویو

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ ایچ۔ پی۔ ایل۔ ایل ایڈ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایم لودھیانہ پنجاب)

اس آنِ میمنت اقتران و زمانِ ہمایوں میں کتاب فیض انتساب **حقیقت الاسلام** یعنی حصہ اوّل **تحقیق الاسلام** از رشاشۂ خامۂ اعجاز نگار و نتیجۂ طبع گہربار۔ افصح الفصحاء ابلغ البلغاء۔ اکمل المتقین و افضل المتاخرین و اکمل المدققین و افضل المحققین۔ جامع المعقول و المنقول۔ صدر الحکماء و متکلمین بکمال الملّت و الدین عالیجناب فیضمآب پادری **غلام مسیح صاحب مدیر اخبار نور افشاں لاہور** نظر سے گذری۔ میں نے اس کتاب ابتی کو آغاز سے انجام تک مکرر بنظرِ غائر و تعمق مطالعہ کیا۔ میں بڑی مسرت و بہجت سے اس نادر کتاب کے لائق فائق اور قابل مصنف کی باریک بینی۔ نکتہ شناسی۔ دقیقہ رسی اور وسعتِ معلومات مذہبی اور تحقیقات انیقہ کی داد دیتا ہوں۔ کیونکہ یہ نادر اور دلچسپ کتاب کُتب مباحثہ میں بالکل جدید اور نرالی طرز پر لکھی گئی ہے۔ اس لاجواب اور عدیم المثال کتاب میں مندرجۂ ذیل امورات پر مدققانہ و محققانہ بحث کی گئی ہے۔ بلکہ اگر یہ کہوں کہ بال کی کھال نکالی ہے تو زیادہ گوئی اور مبالغہ نہیں ہے

۱۔ حضرت محمد صاحب سے پیشتر عرب عراق عرب اور مصر کے درمیانی ملک میں ایک مذہب جاری تھا جس کو ملت حنیف۔ ملت کعبہ۔ ملت ابراہیم۔ صابیت۔ دین الفطرۃ۔ دین القیم۔ حنفیت۔ سریانیت وغیرہ وغیرہ ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ اس مذہب میں ہر قسم کی بُت پرستی۔ سنگ پرستی۔ درخت پرستی۔ کرّوبہ پرستی۔ جنات و ملائک پرستی۔ سیارہ و ستارہ پرستی وغیرہ وغیرہ ہر قسم کی بُت پرستی پائی جاتی تھی۔ جس کے ساتھ نہایت ہی قبیح و مذموم۔ دردناک و خطرناک رسومات بھی شامل تھیں اور اس مذہب میں کسی پیغمبر۔ رسول یا نذیر و بشیر یا الہام الٰہی و کُتب الٰہی کی ہستی و موجودگی نہ تھی اور نہ مذہب ان باتوں کی تلقین کرتا تھا اور حنفا نبوت و الہام کے منکر ہو کر اپنی طبیعت کی پیروی کرتے تھے۔ اسی کا نام دین الفطرۃ تھا صابئیت یا حنفیت کے کئی بتکدے یا کعبے تھے۔ جن میں اُن کے بُت ہوا کرتے تھے اور ان میں سات سیاروں کی تصاویر بھی آویزاں رہتی تھیں۔ جن کی وجہ سے وہ سات آسمانوں کے قائل تھے۔ ان کعبوں میں قمری سال کے حساب کے مطابق سال کے ہر ایک دن کے لئے ایک دیوتا اور معبود ہوتا تھا۔ حاران۔ بابل۔ غور میں اسی قسم کے بُت تھے حضرت محمد صاحب کے زمانہ میں شہر مکہ میں بھی حنفیت کا کعبہ تھا جس میں ۳۶۰ بتوں کے علاوہ اور مختلف دیوتاؤں خصوصاً سات ستیاروں کی تصاویر تھیں جن کے لئے وہی سات یا پانچ نمازیں کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھی جاتی تھیں۔ جو کہ آجکل تمام کی مسلم دنیا پڑھ رہی ہے یعنی نماز فجر ضحےٰ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشا۔ تہجد جو کہ علی الترتیب سورج چاند۔ زحل مشتری۔ مریخ۔ زہرہ۔ عطارد دیوتاؤں کے لئے پڑھی جاتی تھیں۔ الغرض حنفیت یا صابئیت زمانہ قدیم کی سخت گمراہ اور بت پرست ملت تھی جسے حضرت محمد صاحب کے آباد اجداد مانتے تھے۔ عرب میں شہر مکہ اس کا خاص مرکز تھا۔

۲۔ مختلف تکلیفات اور ایذا رسانیوں بالخصوص شہر یروشلم کے تباہ و برباد ہو جانے کے سبب سے بہت سے یہودی ملک عرب میں آبسے تھے اور ۵۰۰ سال قبل از مسیح بھی بہت سے یہودی عرب

میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ یہودیوں کے فرقے جو کہ ملک عرب میں بود و باش کرتے تھے حسب ذیل تھے۔ بنی عوف۔ بنی نجار۔ بنی حارث۔ بنی جسم۔ بنی غالب بنی اوس۔ بنی نضیر۔ بنی قریظہ۔ بنی قینقاع۔ بنی کنانہ اہل تہامہ۔ اہل غطفان۔ اہل نجد غرضیکہ اس زمانہ میں یہودیوں کو عرب میں بڑا اقتدار حاصل تھا اکثر شہر اور قلعے اُن کے قبضے میں تھے اور شہر مدینہ یہودی اقتدار و حکومت کا دار الخلافہ تھا۔ لیکن اُنہوں نے وہاں اپنے دین کی تبلیغ نہیں کی۔

اور یہ بات بھی محقق ہے کہ مسیحی مذہب نے تیسری صدی عیسوی میں ملک عرب میں دخل پایا۔ مسیحی قبیلوں کے نام یہ ہیں۔ غسان۔ ربیعہ۔ تغلب بجرو۔ تونخ۔ طے۔ کرداع۔ سکنان نجران وغیرہ وغیرہ عرب کے بہت سے قبائل مسیحیوں کی کوشش سے مسیحی ہو گئے تھے جنکو اہل عرب نصرہ کہتے تھے۔ ملک عرب میں جابجا اُن کی خانقاہیں۔ گرجے۔ مساجد تھیں۔ جہاں خدا کی عبادت کی جاتی تھی۔ ملک عرب میں مسیحیت نہ صرف دینی فتوحات ہی رکھتی تھی۔ بلکہ اس کو دنیوی اقتدار بھی حاصل تھا۔ اُن کی اپنی دنیوی بادشاہت بھی تھی اور اُن کے اپنے بادشاہ بھی تھے مسیحیت کو ۳۳۳ء میں بنو غسان نے قبول کیا اور پھر عراق عرب۔ بحرین اور صحرای فاران۔ دومتہ الجندل اور فرات و دجلہ کے دوآبہ میں یہی مذہب پھیل گیا۔ اور اس دین متین کی اشاعت و تبلیغ میں نجاشی اور قیصر نے ملکر کوشش کی ۵۰۲ء اور ۵۲۳ء میں اس کی اشاعت پر بڑا زور دیا گیا اور یمن میں اناجیل بکثرت پھیل گئیں اور چھوٹی چھوٹی بہت سی ریاستیں بھی مسیحی تھیں مثلاً کیدر دومتہ الجندل میں حکمران تھا۔ وہ مسیحی تھا۔ اہل ازرج بھی مسیحی تھے۔ الغرض مسیحیت نے مکہ ریاست کو چھوڑ کر عرب کے ملک کے بڑے حصہ پر نہ صرف قبضہ کر لیا تھا۔ بلکہ اُس کی آبادی کے بڑے حصے کو مسیحی بنا لیا تھا۔ تمام عرب میں مسیحی ریاستیں بھری تھیں۔ امن و سلامتی کی فراوانی تھی مسیحی خطیب و واعظ غیر مسیحی قبائل کو انجیل سنایا کرتے تھے الغرض ملک عرب میں حضرت محمد صاحب کے پیدائش زمانہ کے قریب اہل کتاب کا مذہبی اور ملکی اقتدار ازحد غالب تھا۔ صرف ایک مکہ کی آزاد اور خود مختار ریاست باقی رہ گئی تھی جو کہ اس وقت تک ظلمت و تاریکی اور جہالت و بُت پرستی کا مرکز تھا اور یہ مرکز بھی مسیحی مبلغین و واعظین کی آمد و رفت سے خالی نہ تھا خاص مکہ میں بھی مسیحی سکونت پذیر تھے۔ کعبہ کی اندرونی دیواروں پر جو کہ حنفیت کا بت خانہ تھا خداوند یسوع مسیح اور حضرت مریم مقدسہ کی تصاویر لٹکتی تھیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ گو اہل مکہ حنفیت کے دلدادہ تھے اور معتقد عقائد حنفیت تھے۔ مگر مسیحیت کی زبردست تاثیر سے غیر متاثر نہ تھے۔ اور ریاست مکہ کے دار الخلافہ میں مسیحیت کے اثر کے غلبہ کے سبب آخرکار اس ملت صابئین و حنیف کی تحقیقات قریش کے چار سرداروں نے شروع کی اور اسے بالکل باطل جان کر ترک کر دیا اور **مسیحی** ہو گئے اور یہ چاروں قریش کے زبردست سردار حضرت محمد صاحب کے قریبی رشتہ دار تھے چنانچہ حضرت محمد صاحب اور آپ کے چاروں اصحاب کے نسب ناموں کو دیکھنے سے یہ بات صاف طور سے واضح ہو جاتی ہے۔

۳۔ اگرچہ محمد صاحب کے قریبی رشتہ داروں کے مسیحی ہو جانے کے سبب سے اہل مکہ نے جو کہ حنفا تھے اُن سے قطع تعلق کیا ہوا تھا تو بھی حضرت محمد صاحب کو اپنے مسیحی قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں سے ازحد اُنس تھا اور آپ اُن سے اور دیگر مسیحیوں سے مسیحیت کی تعلیم پاتے رہے حتیٰ کہ آپ ایک ذی عزت مسیحی خاتون کے ملازم بھی ہو گئے اور پھر اسی ملازمت کے سلسلہ میں آپ کی شادی اُسی مسیحی خاتون سے ہو گئی اور چونکہ عرب کے مسیحی اہل تحنف کے ہاں کا کھانا پینا حرام سمجھتے تھے۔ اس لئے ناممکن ہے کہ ایک مسیحی لیڈی ایک حنفی بُت پرست سے شادی کرلے جو کہ مذہباً قطعی ناجائز تھی پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے شادی کرنے سے پیشتر ہی **مسیحی ہو گئے تھے** بغیر مسیحی ہونے کے حضرت محمد صاحب کا حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے شادی کرنا جو خود بخود بخیثہ مسیحی لیڈی تھیں واقعات و حالات موجودہ کے قطعی برخلاف تھا۔ جسے کوئی حق پسند تسلیم نہیں کر سکتا۔ شادی کے بعد بھی آپ حضرت ورقہ بن نوفل کی قربت میں آگئے تھے جو حضرت خدیجہ کے بھائی تھے اور وہ ان کے ساتھ ہی رہتے تھے اور جو کہ اپنے زمانہ کے اعلیٰ درجہ کے فاضل اشخاص میں شمار کئے جاتے۔ اور بڑے اعلیٰ مسیحی تھے۔ اگر آپ مسیحی نہ ہو گئے ہوتے تو ورقہ بن نوفل جو صاحب مقتدرت و ذی جاہ شخص تھے۔ اس شادی کی مخالفت ضرور۔ بلکہ بالضرور کرتے اور اُسکو ناجائز ٹھہراتے۔ قرآن ہی سے ثابت ہے کہ حضرت محمد صاحب نے مسیحی بپتسمہ بھی لیا تھا۔ پس ان واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت محمد صاحب نے اپنے آبائی مذہب حنفیت کو مع اس کے جملہ عقائد و رسوم کے سراسر باطل و عاطل جانکر ترک کر دیا تھا اور آپ حنفیت اور اس کے کعبوں اور حنفیت کے جملہ معبودوں اور جملہ عقائد اور حنفا کے ساتھ اکل و شرب سے اُن کی دوستی و رفاقت سے تادم زیست سخت تر نفرت بیزار رہے اور مرتے دم تک حنفیت کی اور اس کے جملہ عقائد و رسوم کی۔ حنفیت کے کعبوں اور قبروں کی اور کعبوں کے جملہ معبودوں کی

اور جملہ اہلِ حنف کی **تکذیب** اور تردید کرتے رہے پس محمد صاحب کا اسلام ۔ دین حنیف یا دین صابئیں یا دین الفطرۃ نہ تھا ۔ وہ دین ملت کعبہ ۔ ملتِ ہلال نہ تھا ۔ نہ عرب کا یہودی مذہب تھا ۔ نہ پارسیت تھا ۔ کیونکہ یہ تمام ملتیں حضرت محمد صاحب کی سخت تر جانی دشمن تھیں ۔ **پھر حضرت محمد صاحب کا دین کیا تھا؟** روشن واقعات اور دلائل بینہ سے صاف واضح اور ظاہر ہوتا ہے کہ جو دین حضرت نوح ابراہیم ۔ اسحٰق ۔ یعقوب ۔ موسےٰ اور بنی اسرائیل و انبیائے بنی اسرائیل اور جناب خداوند یسوع مسیح کلمتہ اللہ کا تھا اور جو کہ مسیحیوں کی وساطت سے حضرت محمد صاحب تک پہنچا تھا ۔ وہی **دین اسلام** (مسیحیت) حضرت محمد صاحب کا مذہب تھا ۔ جو کہ انہوں نے اپنے آبائی مذہب کو ترک کرکے اختیار کر لیا تھا ۔ اور اسی دین کو وہ **الٰہی دین** سمجھتے تھے اور وہ بائبل مقدس کا دین تھا ۔ جس کے ارکان وہی تھے جو کہ آج تک مسیحیوں کے ہیں ۔ اگر بالفرض محمد صاحب مسیحی نہ ہوئے تھے تو قرآن کو حقیقی دینِ اسلام کے ارکان کس نے سکھا دیئے تھے؟ اور کیوں وہی ارکان سکھائے جن کو عربی مسیحیت مانتی تھی!

پس عرب میں دینِ اسلام کی تحریک حضرت محمد صاحب سے نہیں ہوئی ۔ بلکہ عربی مسیحیوں سے شروع ہوئی ۔ اور حضرت محمد صاحب نے حقیقی اسلام اور ارکان اسلام بلکہ قرآن محکم تک مسیحیوں سے پایا ۔ آپ مسیحیت یعنی حقیقی اسلام کے واعظ و مبشر نذیر و رسول ہو کر صابئیوں اور حنفیوں یعنی اہلِ مکہ کے پاس اور اُسکی بستیوں میں بھیجے گئے اور آپ نے زندگی بھر اُن کو مسیحیت کی مسیحیوں کے اللہ کی ۔ مسیحیوں کی بائبل کی تعلیم دی اور مسیحیت کے پیشوا خداوند یسوع مسیح کی تائید و تصدیق کی منادی کی اور اہلِ مکہ کو ڈرایا اور اُن کے مذہب وعقائد اور معبودوں اور کعبوں کی بڑی جرأت و دلیری سے سخت ترین مذمت کی اور مسیحی صداقتوں کو پھیلایا ۔ اگرچہ اس خدمت کے دوران میں بہت سی تکلیفیں بھی اُٹھانی پڑیں مگر وہ اپنی خدمت سے باز نہ آئے ۔

۴ ۔ لیکن سخت تر از سخت افسوس ہے کہ حضرت محمد صاحب کی وفات کے بعد حقیقی اسلام **ترک** کر دیا گیا اور اُس مذہب کو پھر تسلیم کر لیا گیا کہ جس کی حضرت محمد صاحب ۲۳ برس تک تکذیب و تردید کرتے رہے تھے اور اب قریباً تمام دنیا کے مسلمان زیادہ تر انہیں حنفا کے جملہ عقائد کے معتقد ہیں جو کہ حضرت محمد صاحب کی اور اُن کے قرآن کی اور اسلام کی ہمیشہ تکذیب و تردید کرتے رہے تھے ۔ اگر کوئی مسلمان اس بدیہی امر سے انکار کرے کہ اس کو لازم ہے کہ وہ بتائے کہ موجودہ دینِ اسلام جس کے ارکان خدا اللہ کو واحد ماننا ۔ حضرت محمد صاحب کو نبی رسول ماننا ماہ رمضان کے روزے رکھنا ۔ زکوٰۃ دینا کعبہ کا حج کرنا کعبہ رُخی پانچ یا سات وقتی نماز پڑھنا وغیرہ وغیرہ ہیں ۔ **کہاں کا اسلام ہے؟** صاف ظاہر ہے کہ اہلِ قبلہ کے اسلام کے ارکانِ خمسہ میں ایک رکن بھی حقیقی اسلام کا داخل نہیں کیا گیا ۔ تمام ارکان ملتِ کعبہ یعنی ملت حنیف کے ہیں اور اہلِ قبلہ کے اسلام کی جملہ صورتوں میں عزت و عبادت **الٰہ الکعبہ** کی ہوتی آئی ہے اور اسی پر تمام مسلمانوں کا اجماع چلا آیا ہے ۔ حالانکہ کعبہ کے جمیع معبودوں کی تکذیب سے متنِ قرآن بھرا پڑا ہے ۔ پس ظاہر ہے کہ اہلِ قبلہ کا اسلام حقیقی اسلام نہیں جس کے معتقد محمد صاحب تھے بلکہ یہ تو کفرانہ اسلام ہے اور بالکل ہی غیر از اسلام ہے ۔ **حقیقی اسلام تو مسیحیت** ہے ۔ کیونکہ بائبل مقدس کے اللہ و الرحمٰن اور اُس کے کاروبارِ عظیم اور اس کے اسماء و صفات اور اُس کی عزت و عبادت کے احکام و تاکید سے قرآن بھرا پڑا ہے ۔ چونکہ اہلِ قبلہ کے جملہ مذاہب کے جملہ مقبولات میں حنفا اور صابئین کے مقبولات و مسلمات کسی نہ کسی طرح راہ پاکر خلط ملط ہو چکے ہیں اور اہلِ قبلہ کے مذہبی ارکانِ خمسہ بھی زیادہ تر حنفا ہی کے ارکان ہیں اس وجہ سے اہلِ قبلہ کے جملہ مقبولات میں از حد تخالف و تضاد پایا جاتا ہے اور جملہ اسلامی فرقوں میں الفاظ اسلام و مسلمان کے سوا **اسلام حقیقی** کے عقائد و اصول رتی بھر بھی مانے نہیں جاتے ۔ جو کچھ بھی مانا اور تسلیم کیا جا رہا ہے وہ کلیتہً ملت حنیف کے عقائد و رسومات ہی کے اجزا ہیں اور بس ۔

پس ایسی صورت میں ایک ایسی جامع کتاب کی **اشد ضرورت** تھی جو کہ اہلِ قبلہ کو حقیقی اسلام و قرآن اور غیر حقیقی اسلام اور قرآن کی اصلیت و حقیقت کو بڑی صفائی اور وضاحت کے ساتھ ظاہر کر دے اور صاف طور سے ثابت کرکے دکھا دے کہ موجودہ اور مروجہ اسلام ہرگز ہرگز وہ اسلام نہیں ہے جو کہ محمد صاحب نے بحیثیت ایک مسیحی ہونے کے عرب میں پھیلایا تھا ۔ بلکہ یہ حنفیوں کا مذہب ہے جس کے ارکانِ کعبہ پرست حنفیوں کے ارکان کے مشابہ ہیں اور جس کی تردید و تکذیب میں حضرت محمد صاحب خود بحیثیت **مسیحی مبشر** کے تا دم زیست مصروف و مشغول رہے ۔

۵ ۔ اب پُرلطف بات یہ ہے کہ حضرت محمد صاحب کی وفات کے بعد ہی اصل اور حقیقی اسلام مسیحیت کو تو بڑی حکمت سے کالعدم کر دیا گیا ۔ اور نقلی اسلام یعنی حنفا کے مذہب کو قدرے مسیحی رنگ دے کر جاری کیا گیا جو کہ صریحاً ضلالت و گمراہی کے سوا کچھ نہ تھا ۔ اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت

محمد صاحب کے وقت جو لوگ کسی سبب سے مسلمان ہوگئے تھے وہ دراصل حکمتِ عملی سے مسلمان ہوئے تھے۔ کچھ دل سے مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ موقع پاتے ہی حنفیت کے اصولوں کو داخلِ ارکانِ حج کردیا اور قرآن پر بھی کئی بار ہاتھ صاف کیا۔ ہزار ہا الفاظ بدل دیئے۔ آیتیں نکال دیں اور اپنی طرف سے بھرتی بھردی اور قرآنی تعلیمات کو کچھ کا کچھ بنادیا۔ اور یوں اسلام کے لباس میں ہوکر کعبہ پرست ہی بنے رہے۔ چنانچہ ہمارے زمانہ کے موجودہ مسلمان بھی جو سب سے زیادہ اپنی خداپرستی اور خدادانی کی نفیری بجاتے پھرتے ہیں۔ آجتک کعبہ کے نامعلوم اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ قدیم بت خانہ کو۔ چاند اور ستارہ خانہ کو۔ جنات و ملک خانہ کو **خانۂ خدا** سمجھتے ہیں۔ حالانکہ آج تک اُن کا قومی جھنڈا نشانِ ہلال بمعہ علامتِ ستارہ ہے۔ اس عجیب و غریب خانۂ خدا میں آجتک سنگِ اسود جو خدا کا دہنا ہاتھ یقین کیا جاتا ہے۔ موجود ہے اور جو کہ حاجیوں کے گناہ چوس چوس کر سیاہ پڑگیا ہے کعبہ شریف معبود زمانۂ قدیم کی سات وقتی یا پنج وقتی کعبہ رخی نمازوں سے جو پانچ یا سات ستاروں کی پرستش میں پڑھی جاتی تھیں پرستش کیا جارہا ہے۔ درحالیکہ محمد صاحب نے اپنی زندگی میں کعبہ اور اُس کے جمیع معبودوں اور اُن کے پجاریوں کو جہنم رسید کرکے دم لیا تھا۔ مگر طرفہ ماجرا تو یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں پھر وہی کعبہ ہے اور اُسکے معبودوں کی پرستش ہے۔

چونکہ اس کتاب کے نامور اور لائق فائق مصنف نے ان تمام امورات کو دلائل قاطع و براہین ساطع سے پایۂ ثبوت تک پہنچادیا ہے۔ اس لئے یہ کتاب واقعی موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کو بڑے غور اور تحقیق کی نظر سے مطالعہ کرنی چاہیئے۔ تاکہ وہ اب بھی گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط کے مشہور مقولہ پر عمل کرکے راہ حق و صراط المستقیم کو حاصل کرکے حقیقی اسلام یعنی مسیحیت کو قبول کریں۔

آخر میں یہ لکھنے کی بھی جرأت کرتا ہوں کہ یہ کتاب ان تمام کتبِ مباحثہ سے بلاشبہ گوئے سبقت لے گئی ہے جو کہ آوِنہ آوِنہ اور سنین ماضیہ سے لے آلآن مسلمانوں کے برخلاف حیطۂ تحریر میں آچکی ہیں۔ اس میں بالکل نیا مضمون ہے اور جدید تحقیقات سے عمدہ اور بیش بہا نتائج نکالکر ندراہل الرای واہلِ قیاس کئے گئے ہیں۔ جو کہ آجتک کسی مسیحی متکلم کو نہ سوجھے تھے۔

واقعی بیدار مغز اور عالی دماغ محقق بے بدل مصنف نے اس بارے میں ایسا کمال کر دکھایا ہے کہ جو صد مرحبا احسنت صلِ علیٰ کے قابل ہے۔ صرف اسی پر بس نہیں مصنفِ علام نے قادیانی اوہام و مقبولات اور ختم النبوت کی اینٹ سے اینٹ بجادی ہے جو کہ محمد صاحب کے مقبولہ مذہب یعنی اسلام حقیقی (مسیحیت) کی مخالفت پر ہمیشہ تلے رہتے ہیں **الحق تحقیق الاسلام** ایک ایسا زبردست آلۂ جنگ ہے کہ جس نے موجودہ ومروجہ اسلام واحمدیہ کو شکستِ فاش دے دی ہے اور کسی کو مجال نہیں کہ اس کے جواب میں ایک حرف تک لکھ سکے۔ کاشکہ تمام اہلِ اسلام بنظر عمیق بطلبِ حق بے تعصبی کے ساتھ اس لاجواب کتاب کا مطالعہ کرکے حقیقی اسلام (مسیحیت) کو قبول کریں۔ آمین ثم آمین۔

فسادات ہاپڑ کے جو مقدمات میرٹھ میں مسٹر امیر علی مجسٹریٹ کی عدالت میں مسلمان ملزمان کے خلاف چل رہے تھے ان میں سے دو پارٹیاں جن میں ۱۲ اور دس ملزمان تھے سشن سپرد کردیئے گئے ہیں باقی تیسری پارٹی کا مقدمہ تاہنوز زیر سماعت ہے سب ڈویژن افسر پر جرح ہورہی ہے۔

واعظوں کیلئے مختصر و خاص مطلب نوٹ

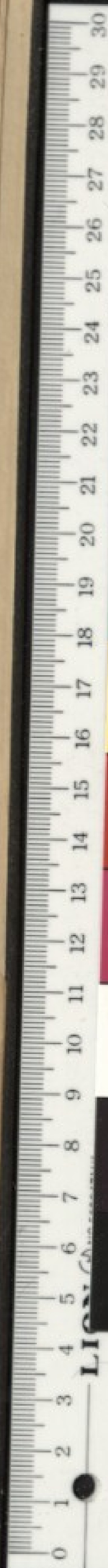
قربانی عبرانی لفظ קָרְבָּן (قارب) سے ہے جس کے معنی ہے نزدیک لایا جانا۔ اور قربان جو کچھ خدا کے نزدیک لایا جاتا ہے اور اس قریب لائے جانے کے فعل کو قربانی کہتے ہیں اور نیز جس چیز کے ذریعہ سے گنہگار انسان خدا کے قریب سلامتی سے پہنچے وہ بھی قربانی کہلاتی ہے۔

مسیح کی قربانی وہ راہ ہے جس کے ذریعہ سے انسان خدا کے حضور جاسکتا ہے۔ مگر بغیر مسیح کی قربانی کے وہ خدا کی قربت کو حاصل نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ قربانی سے الٰہی قربت حاصل ہوتی ہے۔ سوخدا کی راہ مسیح مصلوب کی صلیب سے ہوکر جاتی ہے جو کوئی کسی اور راہ سے خدا کے پاس پہنچنے کی کوشش کرتا ہے کبھی کامیاب نہ ہوگا۔

بنی اسرائیل مصر میں نہیں لڑے بلکہ خدا اُن کے لئے لڑا لیکن مصر سے باہر جب عمالیق لڑے تو لکھا ہے کہ "اپنے درمیان سے آدمی چنو" اسی طرح پہلے خداوند ہمارے لئے لڑا اور فتح حاصل کی۔ اب دنیا کے میدان میں عمالیق کے ساتھ لڑنا ہمارا کام ہے اور وہ حقیقی شفیع ہماری سفارش کرتا اور آسمان سے ہماری مدد آتی ہے۔

عمالیق عیسو کے پوتے کی اولاد ہوکر بنی اسرائیل سے جسمانی رشتہ رکھتے تھے تو بھی اُن پر چڑھائی کی اور اُن سے لڑے۔ ایسے ہی ہمارے جسم سے بہت سے دشمن نکلتے ہیں جو ہم کو ملک موعود میں پہنچنے سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بنی اسرائیل اگرچہ فرعون کی غلامی سے چھوٹ گئے تاہم اُن کو اور دشمنوں سے لڑنا پڑا نہ صرف مصر میں بلکہ بیابان میں بھی دشمن موجود تھے





اسی طرح اگرچہ ہم مسیحی شیطان کی غلامی سے چھوٹ گئے ہیں تو بھی ہمارے جسم کے اندر علایق کے موافق دشمن موجود ہیں۔

جب موسیٰ فرعون کی بیٹی کا بیٹا کہلا کر بنی اسرائیل کے پاس گیا تو اُن پر کچھ اثر نہ ہوا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب ہم اپنی طرف سے بولیں تو لوگوں کے دلوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ لیکن جب ہم پِک گئے ہوئے دل سے مسیح مصلوب کا بیان کریں تب اثر ہوتا ہے۔

بپٹسٹ مشنری یونین کا ماٹو ایک بیل ہے جو مذبح اور ہل کے درمیان کھڑا ہے اور اس کے نیچے یہ الفاظ مرقوم ہیں کہ "اس کے لئے اور اُس کے لئے بھی تیار ہو" یہ صرف مشنریوں کے لئے ہی ایک عمدہ ہدایت نہیں جنکی زندگی خصوصیت سے محنت اور قربانی سے پُر ہے۔ بلکہ یہ ہر ایک مسیحی کے لئے ایک ہدایت ہے اس کو اپنے دوستوں کی جماعت قربان کرنی پڑے گی۔ اس کو اپنی من بھاتی خوشیوں سے دست بردار ہونا پڑیگا اور ہر ایسی چیز سے جو ترقی کی سدِ راہ ہے اجتناب کرنا پڑیگا۔ قربانی کی بہ نسبت کام کرنا اور اپنی مرضی کو ترک کرنے کے مقابلہ میں محنت کرنا آسان ہے۔ لیکن اگر کوئی اپنا فرض ادا کرنا چاہتا ہے تو اس کو ان دونوں کے لئے تیار ہونا چاہیے یعنی کام کے لئے اور نیز قربانی کے لئے۔ (ابوالعزیز)

ضرورت

ایک نئے دیہاتی سکول کے لئے ایک سرگرم اور دیندار مسیحی اُستاد کی ضرورت ہے تنخواہ حسب لیاقت اور مکان رہائش مفت دیا جائیگا

نقول اسناد درخواست کے ہمراہ آنی چاہئیں اور درخواست ذیل کے پتے پر ہونی چاہیے۔

پادری بی سموئیل، سوم مشن حافظ آباد پنجاب

قاصد

یعنی ہندوستانی نیشنل مشنری سوسائٹی کا ماہوار اردو رسالہ

ناظرین کرام کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ قاصد نے پھر کلیسیا کی خدمت کرنے کا قصد کیا ہے اور انشاء اللہ ماہ جون کے شروع میں شائع ہو جائیگا اگرچہ اخراجاتِ طباعت پہلے ہی بڑھے ہوئے ہیں اور آئندہ مجوزہ پروگرام کی وسعت اور نوعیت کی وجہ اور تقطیع بڑھ جانے کے سبب سے خرچ اور بھی زیادہ ہوگا لیکن محض اس خیال سے کہ ایسے پرچہ کی کلیسیا کو اس وقت بہت ضرورت ہے اور وہ ضرورت خدا کی مدد سے قاصد ضرور پوری کریگا کہ خالصتاً کلیسیائی رسالہ ہوگا منتظمان قاصد نے اس کا چندہ فی الحال برائے نام مقرر کیا ہے تاکہ امیر و غریب سب اس سے یکساں فائدہ اٹھا سکیں اور سوسائٹی کے کام اور خدمت میں بیش از بیش حصہ لیں۔ یکصد روپیہ سے کم آمدنی والوں سے عہ اور زیادہ والوں سے عیر محصول ڈاک (خرچ وی پی علاوہ) نمونہ کا پرچہ ۲ر۔ صاحبان استطاعت جس قدر مدد فرما سکیں فرمائیں اور قاصد کی توسیع اشاعت میں بھی فرداً فرداً حصہ لیں۔ اس صورت میں قاصد کی اشاعت کم از کم ایک ہزار ہونی چاہیے

قاصد کا پروگرام حسب ذیل ہوگا۔ سوسائٹی کی خبریں۔ مسیحی جماعت کی خبریں۔ سوسائٹی کے مشنریوں کی ماہوار رپورٹ کارگذاری۔ ہندوستانی مسیحی بزرگوں کی سوانح عمریاں معہ تصویر۔ کلیسیائی امور و مسائل پر سنجیدہ بحث۔ الٰہیات۔ مبشرین اور واعظین کے لئے نوٹ اور کار آمد مصالح۔ ادبیات۔ حصہ نظم وغیرہ۔ ضخامت معہ سرورق سر دست ۴۸ صفحے ہوگی۔ لیکن اشاعت بڑھ جانے پر ضخامت بھی بڑھا دی جائیگی۔ تقطیع ۳۰×۲۰/۸ ہوگی۔

جدید انتظام کے بموجب پادری ایس این طالب الدین صاحب بی۔ اے آرگنائزنگ مشنری نیشنل مشنری سوسائٹی جنکی خدمات پریسبٹیرین مشن سے سوسائٹی مذکور نے ایک برس کے لئے مستعار لی ہیں۔ قاصد کے جائنٹ ایڈیٹر (مدیر شریک) ہونگے اور احقر الراقم السطور حصہ ایڈیٹر انچارج۔ مسٹر ڈی۔ نذیر نجم الدین۔ دفتر لاٹ صاحب بہادر۔ لاہور اس کے مینیجر مقرر ہوئے ہیں۔ سو قاصد کے متعلق تمام ترسیل زر و عطیہ جات اور دیگر خط و کتابت مینیجر صاحب ہی کے نام ہونی چاہیے اور فقط ترسیل مضامین ذیل کے پتہ پر۔

الف۔ نجم الدین پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور۔

خبریں

ڈاکٹر زویمر ۲۶ مئی کے روز لاہور تشریف لائے اور ۲۷ مئی کی شام کو آپ کے خیر مقدم میں فورمن کرسچن کالج کے صحن میں ایٹ ہوم پارٹی دی گئی پھر ۶ بجے شام سے ۸ بجے شام تک آپ نے مسلم دنیا پر لیکچر سنایا۔ لاہور کے مسیحیوں کی بڑی جماعت آپ کے سامعین میں شامل تھی۔

نتیجہ امتحان انٹرنس

ینگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

نہایت خوشی اور مسرت سے یہ خبر بہجت اثر زیب رقم کرتا ہوں کہ امسال ینگ کرسچن ہائی سکول لودیانہ کا نتیجۂ امتحان انٹرنس نہایت ہی عمدہ اور اعلیٰ بر آمد ہوا ہے امتحان مذکور میں ۱۳ طلبہ شامل امتحان ہوئے تھے جن میں سے ۹ اعلیٰ نمبر حاصل کر کے کامیاب ہوئے اسلامیہ سکول لودیانہ کے ۴۲ طلبہ میں سے صرف ۸ پاس ہوئے اور گورنمنٹ ہائی سکول کے ۳۹ طلبہ میں سے صرف ۲۷ پاس ہوئے۔ پس اظہر من الشمس ہے

کہ ینگ کرسچن ہائی سکول مقامی سکولوں سے گوئے سبقت لے گیا ہے جس کے لئے ہم جناب ریورنڈ ڈاکٹر اے-اے-ای فائف صاحب بہادر پرنسپل سکول ہذا اور جناب سردار خان صاحب ہیڈ ماسٹر اور حصہ ہائی میں تعلیم دینے والے دیگر مدرسین کو اس نمایاں کامیابی پر تہ دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ فقط (بندہ حشمت اللہ لودیانہ)

امرتسر ۲۲ مئی۔ ۷۰۰ اکالی لیڈروں کے مقدمہ میں جنہیں زیر دفعہ ۱۷ (ب) ضابطہ فوجداری سزا دی گئی تھی۔ سردار بہادر بھائی ہردیال سنگھ سٹی مجسٹریٹ کے حکم سے اپیل دائر کی گئی ہے آج رائے صاحب لالہ جسونت رائے سیشن جج کی عدالت میں وکیل ملزمان نے صفائی پیش کی۔ کل وکیل استغاثہ اپنی طرف سے بحث کرینگے۔

امرتسر ۲۶ مئی۔ آج سردار ہردیال سنگھ مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں "شیطان" کے ایڈیٹر سے ۵۰۰ روپیہ کی ضمانت اور ۵ سو روپیہ کا مچلکہ اس بنا پر لیا گیا کہ اس نے ایک مضمون اپنے رفیق سابق لالہ دیسراج کے خلاف لکھا تھا۔

سیرامپور، مئی۔ کل تارکیشور ستیاگرہ کے سلسلہ میں ۲۰ والنٹیر گرفتار کئے گئے تھے۔ ان میں سے سولہ کو یہ تحریر دینے پر کہ وہ اس تحریک میں کوئی حصہ نہ لینگے رہا کر دیا گیا۔

کلکتہ ۲۷ مئی۔ کلکتہ میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اتوار شام کو سب انسپکٹر پولیس پریچل کمار رائے پر کسی نے ریوالور سے گولیاں چلائیں شام کے وقت گورنمنٹ پلیڈر کے مکان کے پاس سب انسپکٹر تین گولیوں سے سخت مجروح ہوا اور نازک حالت میں ہسپتال پہنچایا گیا۔ اس سلسلہ میں پولیس نے ایک بنگالی نوجوان پرشانت دت کو جو ایک ممتاز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں گرفتار کیا ہے مجروح افسر کچھ عرصہ سے چٹاگانگ کے گولیوں کے حادثہ سے تعلق رکھنے والے ملزموں کی گرفتاری میں مصروف تھا۔ اس حادثہ کے تینوں ملزم بری ہو گئے تھے۔ لیکن انہوں نے لوٹ مار کے مقدمہ میں جس میں آسام بنگال ریلوے کا ۱۷ ہزار روپیہ لوٹا گیا تھا محبوس رکھا گیا۔

لنڈن ۲۷ مئی۔ کولیشن گورنمنٹ قائم کرنے کے متعلق نیشنل پارٹی کے درمیان جو گفت و شنید ہو رہی تھی اس کے ناکام ہو جانے پر جرمن گورنمنٹ مستعفی ہو گئی ہے پریزیڈنٹ ایبرٹ نے استعفا منظور کر لیا ہے اور چانسلر ہر مارکس سے درخواست کی ہے کہ وہ عارضی طور پر گورنمنٹ کا کام جاری رکھیں۔

لنڈن ۲۶ مئی۔ میونچ میں کمیونسٹوں کا ایک خفیہ اجلاس ہو رہا تھا کہ پولیس نے چھاپہ مارا اور ۷۰ سے زیادہ کمیونسٹ گرفتار کر لئے گئے۔

قصور ۲۶ مئی۔ سردار کابل سنگھ پنشنر حوالدار جتھیدار اکالی جتھا تھانہ صدر قصور کو چودھری فیروزالدین مجسٹریٹ درجہ اول قصور کی عدالت سے دو سال قید سخت بعہ تین ماہ قید تنہائی اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ بصورت عدم ادائیگی جرمانہ ۶ ماہ قید مزید کی سزا زیر دفعہ ۱۷ (ب) ترمیم ضابطہ فوجداری ملی ہے۔

لنڈن ۲۵ مئی۔ ایم ہیریوٹ نے ایک تقریر کے دوران میں کہا کہ اگر جرمن گورنمنٹ نے دائیں جانب میں حرکت کی تو مسئلہ معاوضات کا حل مشکل ہو جائیگا۔

اخبار ٹائمز کے نامہ نگار سے ایک ملاقات میں ایم ہیریوٹ نے کہا میں تمام جمہوریت کے عناصر کو شہنشاہیت کے عناصر سے جنگ کرنے میں امداد دوں گا۔ ماسکو انٹرنیشنل اور روس کی بالشویک حکومت دو مختلف چیزیں ہیں۔ میں روس سے تعلقات بحال کرتے وقت کسی بھی جوشیلے آدمی سے گمراہ نہیں ہونگا اور یاد رکھونگا کہ فرانس کے چھوٹے سرمایہ دار کے بھی روس میں مفاد ہیں۔

لنڈن ۲۵ مئی۔ ٹائمز کے نامہ نگار مقیم پیرس کو معلوم ہوا ہے کہ موسیو ہیریوٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ بالشویک گورنمنٹ کو بغیر کسی قسم کی شرائط کے تسلیم کر لیا جائے۔ امید کی جاتی ہے کہ گورنمنٹ فرانس ۱۰ جون سے پیشتر بالشویک حکومت کو تسلیم کریگی۔

برطانیہ میں نیند کی بیماری بڑی تیز رفتاری سے بڑھ رہی ہے۔ جنوری میں اس کے ۵۰ کیس ہوئے فروری ۲۱۷ مارچ میں ۴۶۸ اور اپریل کے پہلے تین ہفتوں میں ۶۳۹ بیماری کا ابھی تک کوئی علاج معلوم نہیں ہوا۔ اور دیہات کی نسبت شہروں میں زیادہ ہے۔

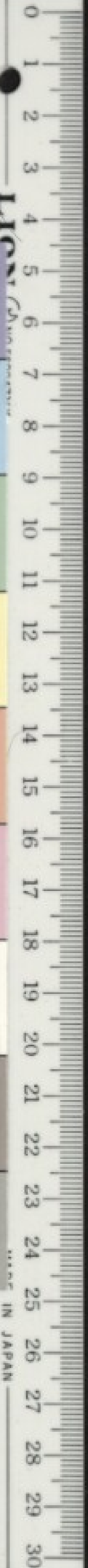
اس سے ایک چوتھائی سے لیکر نصف تعداد مریض فوت ہو جاتے ہیں اور باقی میں سے ابھی تک کوئی مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہوا۔ یہ مرض اچھے بچوں کو مجرم اور سمجھ داروں کو بیوقوف بنا دیتی ہے۔ لوگوں کی یاد تباہ کر دیتی ہے اور ان کے کیرکٹر پر گہرا اور مضر اثر ڈالتی ہے۔ بیماری کے شکار زیادہ تر دس سال سے لیکر ۲۰ سال کے نوجوان ہوتے ہیں۔

نیند کی بیماری سے دماغ سوج جاتا ہے اور کاہلی اور کام کی ناقابلیت اس کی نشانیاں ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شاید کسی قسم کا انفلوئنزا ہو۔

جنگ کی طرح طبابت بھی خوفناک ہے معلوم ہوا ہے کہ دو ماہران طب اس قسم کی دوائی ایجاد کرنے کی کوشش میں ہیں جس سے نیند ہٹ جائے۔

یہ دونوں اولوالعزم خیال کرتے ہیں کہ انسانی دماغ ایک بیٹری کا ذخیرہ ہے اور جب تک ہمارے جسم کے دوسرے حصوں کو بجلی مہیا کرتا رہتا ہے ہم نیند





اول۔ وہ وہاں سے خارج کئے گئے۔ دوم۔ اُن کی عریانی ظاہر ہوگئی۔ سوم۔ اُن کا دنیا میں ایک دوسرے سے عداوت کرنا۔

خواجہ صاحب۔ وہ تو کلی جو صحیح حالت میں تھے وہ اپنے حال پر نہ رہے۔ مگر یہ بہت ہی اقل عرصہ کے لئے ہوا۔ مثلاً میں بیٹھا ہوں اور عمدگی سے دیکھ رہا ہوں۔ ایک دم آندھی آتی ہے اور میری آنکھوں میں پڑ کر تھوڑی دیر کے لئے اُن کو بند کر دیتی ہے۔ مگر جونہی کہ آندھی دُور ہوگئی۔ میری آنکھیں پھر کھل گئیں۔ بعینہ بنایت سے نہایت قلیل عرصہ کے لئے آدم کی صحیح حالت نہ رہی۔ کیونکہ آدم بحیثیت مجموعی ناقابل نہ تھا۔

پال صاحب۔ بس آپ نے مان لیا کہ آدم اس حالت پر نہ رہا جس میں پیدا کیا گیا تھا۔ پس سزا بھی ہو چکی۔

اب تیسرا مرحلہ

یہ ہے کہ آدم وحوا کے بیان میں تثنیہ کا صیغہ چلا آتا ہے مثلاً تو اور تیری عورت جنت میں رہ۔ اور تم دونوں اس درخت پاس نہ جانا۔ کہ تم دونوں ظالم ہو جاؤ۔ پھر شیطان نے ان دونوں کو ورغلایا اور ان دونوں کو وہاں سے نکال دیا۔ بار بار دو کا ذکر چلا آتا ہے۔ مگر جب سزا ملتی ہے تو خدا کہتا ہے کہ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا۔ ۲: ۳۸ تم سب یہاں سے نیچے اُترو۔ قصور کرتے ہیں دو شخص تو اس کے کیا معنی کہ سزا ملتی ہے سب کو؟ آدم وحوا کی سزا مجموعہ پر منتقل ہوتی ہے۔ سب سے مراد کون ہیں؟

خواجہ صاحب۔ آدم اور ہم سب۔ آدم میں ہماری شل گناہ کی تمام استعدادیں موجود تھیں

پال صاحب۔ جب آدم کی اور ہماری فطرت ایک ہے تو صیغہ تثنیہ کو چھوڑ کر جمع کیوں استعمال کیا۔

خواجہ صاحب۔ یہ واقع نہیں۔ قرآنی قصص محض بہ ایات کے طور پر ہیں نہ کہ وہ وقوعات حقہ ہیں۔ ان سے صرف مقصود ہے کہ اگر ایسا کروگے تو یہ سزا ملیگی۔ جمع کا صیغہ اس لئے آیا کہ آدم میں گناہ کی استعدادیں تھیں اور ہم میں وہ واقعات کے طور پر ظہور میں آتی ہیں۔

پال صاحب۔ مگر آدم وحوا کے بیان میں تثنیہ کا صیغہ آتے آتے ایک جمع کا صیغہ کیوں آیا؟

خواجہ صاحب۔ اس سے مراد آدم کی ذُریت یعنی نسل آئندہ ہے۔

پال صاحب۔ آپ کا یہ کہنا کہ قصص قرآن میں نہیں ہیں۔ مگر میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر قرآن سے قصص کو نکال دیں تو رہ ہی کیا جائیگا؟ چونکہ قصص کتب غیر قرآن میں آچکے ہیں۔ پس انکو نکال کر جو حصہ قرآن باقی رہ جائے۔ میں اس کو ہمارا قرآن کہونگا اور بارہا میرے دل میں ایسا کرنے کا ارادہ آیا ہے"

اس پر گفتگو ختم ہوئی اور ادھر اُدھر کی باتیں ہو کر رخصت ہوئے۔ خواجہ صاحب نے اس میں مندرجہ ذیل امور تسلیم کئے ہیں۔

(۱) آدم سے ایک فعل خلاف قانون سرزد ہو گیا۔

(۲) غفران میں غلطی کا احساس و استحضار ہوتا ہے۔

(۳) آدم کی نافرمانی کی سزا اُسے مل گئی کہ وہ اصلی حالت پر نہ رہا۔

(۴) آدم وحوا کو جو نافرمانی کی سزا ملی اس میں اُن کی ذُریت بھی شامل ہے۔

پس خواجہ صاحب نے آدم اول کے گناہ میں گرنے اور اُس کی وجہ سے اولاد آدم پر سزا کا حکم ہونے کو تسلیم کر کے مسیحی صداقت کی بیّن واظہر من الشمس فتح کا اقرار کیا۔ خدا کرے کہ ان کی آنکھیں کھل جائیں اور موروثی گناہ کے لئے جو کفارہ خدا نے ازل سے مقرر کیا ہے۔ اس پر ایمان لے آئیں اب اس سے بڑھکر اور کون سا نشانِ الٰہی چاہیے اب جاتیں کہ

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائیگا!

خان

کیا اکثر ہندو عورتوں کی حالت عموماً غلامی کی سی نہیں

گذشتہ سے پیوستہ

پھر کیا ہندو لیڈران کو ان حالات کا کچھ پتہ نہیں؟ کیا ان امور واقعات کو وہ اکثر اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے ہیں؟ دیکھتے تو ضرور ہیں۔ مگر اُن کو سچ کہنے سے اکثر اوقات یہی ڈر رہتا ہے کہ کہیں اُن کی مان ہاں ہند وعظمت میں فرق نہ آجائے۔ اگر ہندو لیڈران کے اندر کوئی تعصب نہیں ہے جیسا کہ وہ اکثر ظاہر کیا کرتے ہیں تو وہ براہ مہربانی ان سوالات کا جواب دیکر مشکور فرما دیں اور روشنی ڈالیں کہ ہندو شاستروں کا مبنیٰ جہاں ایک طرف عورتوں کے لئے دھارمک بنایا گیا ہے وہاں دوسری طرف مردوں کے لئے بھی دلیا دھارمک کیوں نہیں رکھا گیا۔ پھر جا بجا سوسائٹی میں جہاں استریوں کے لئے پتی برت دھرم پالن کرنے کے لئے آتنا زور دیا جاتا ہے وہاں پتنی برت دھرم پالن کرنے کے لئے بھی کیوں کوئی آواز تک نہیں اُٹھائی جاتی؟ کیا ہندو سوسائٹی میں سب ہی مرد دیوتا سروپ ہوتے ہیں؟ کیا ہندو عورتیں سب ہی ناکارہ بے سمجھ اور بیوقوف ہوتی ہیں؟ اصل میں وہ بے سمجھ تو نہیں ہوتیں مگر انہیں بے سمجھ بنانے اور بیوقوف رکھنے میں عموماً خود غرضی سے کام لیا جاتا ہے ویسے کسی جگہ استری کو برائے نام اردھنگنی تو بتا دیا ہے۔ مگر اُس کے لئے طریقہ سلوک اور قواعد تو بالکل برعکس ہی ہیں۔ ہندو سوسائٹی میں اکثر جس کی لاٹھی اُسی کی بھینس والی

یتی پائی جاتی ہے سچ ہے زبردست امرے اور روئے بھی نہ دے یہ دھارک سمبندھ بہت خوب ہو گیا ابلا استری کو رہا سنے اور صغر و سرو کو زچ جانیکا ہی نام دھارک ہے؟ کیا یہی دھارمک پن ہندو قوم کو پھر سوراجیہ حاصل کرنے کے خواب دکھا رہا ہے؟ جو لوگ اپنے گھر کی لڑکیوں اور عورتوں تک انصاف کرنے کا مادہ نہیں رکھتے بھلا سوراجیہ حاصل کرنے کے بعد وہ دیگر لوگوں کیساتھ انصاف کیسے کرینگے۔

ہندو قوم کے اندر مرتی ایسی سینکڑوں طرح کی سوشل خرابیوں کے موجود ہونے پر بھی اگر ضروری اصلاح کے لئے آواز تک اٹھائی جاوے تو پھر ہندو جاتی کے ادھار کی کوئی شخص کبھی امید نہ رکھے جیسے درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے کسی قوم کی ترقی اور تہذیب کے مراج کا اندازہ بھی اس کے قوانین اور رسم و رواج سے ہی لگایا جاتا ہے۔ جس قوم کے اندر ابلا استریوں اور انکے واجب حقوق اور مناسب ستکار کی کچھ بھی حفاظت نہ کی جاتی ہو اس قوم کا ربنا نہ رہنا! اسکی تعداد کا گھٹنا بڑھنا کچھ معنے نہیں رکھتا۔ مسٹر مائیکل گورنے سچ فرمایا ہے "ہندوؤں کیلئے کوئی انگلیہ نہیں پڑتی۔ تا وقتیکہ نیا اوتار انکے درمیان آ کر انکے دھرم اور قوانین کی اصلاح نہ کرے"۔

کیا ہندو قوم کے بزرگ پوجنیہ سادھو۔ سنیاسی اور پنڈت پروہت۔ چودھری اور اخبار و نکے ایڈیٹر صاحب بھی ان حالات پر غور فرما کر ابھی سوشل ریفارم کے لئے کوئی مناسب کوشش نہیں کرینگے؟

نوٹ۔ یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے وردوانوں کے یہ قول ہیں کہ استری جاتی قوم کا سانچہ ہوتی ہے کوئی قوم یا ملک استری جاتی کو ایسی خوار و خستہ حالت میں رکھنے سے کبھی ترقی نہیں کر سکتا اور یہ کہ سوشل ریفارم کئے بغیر دنیا بھر کی سلطنتیں بھی ملکر ہندوستان کو سوراجیہ نہیں دلا سکتیں"۔ اسلئے سوراجیہ سے پہلے

اُردو کتابیں

خطوط اکی بنام خریدار

پاسٹر شی۔ چین کے ایک مشہور مسیحی پاسٹر صاحب کی سوانحعمری کا قابل مطالعہ بیان صفحہ ۲۰۶ کپڑا ۱۲/ ۱۲/

پیش خبریں مسیح کے حق میں۔ تورات اور صحف انبیا میں مسیح کی پیش خبریاں اور اُن کی تکمیل صفحہ ۹۶ ۳ پائی

پھولوں کی کہانی پھولوں کے اعضا و افعال۔ تولید شادی کھانے پینے رہنے سہنے کے باتصویر دلچسپ حالات صفحہ ۴۲ ۴

پیتل کا سانپ۔ ایک پیشگوئی جو مسیح میں پوری ہوئی صفحہ ۱۹ - ۳ پائی

قدیم یونانیوں کا علم الاصنام۔ یونانی قوم کے دیوتا اور دیویوں کے مفصل حالات صفحہ ۴۴ ۱/

قائم ہو اور مقابلہ کرو۔ مشکلات سے بچکر ایمان کی مضبوطی کو حاصل کرنا صفحہ ۳۲ - ۳ پائی۔

قدما کی حکمت۔ یونانیوں اور رومیوں کے دلچسپ قصے کہانیوں کا پر لطف بیان۔ صفحہ ۷۰ - ۲/

ردِ تحریف۔ محمدیوں اور منکروں کے اس بیان کی کہ بائبل تبدیل ہو چکی ہے۔ قابلیہ تردید صفحہ ۲۴ ۲ پائی

راحتِ دل۔ پنجابی اور اُردو غزلوں بھجنوں اور گیتوں کی سب سے زیادہ اشاعت والی گیت کی کتاب۔ صفحہ ۱۸۰ ۶/ سٹف۔ ۱/ کپڑا ۱۲/

راحت القلوب۔ روحانی دکھوں کی وجہ اور مسیح پر ایمان لانے سے اُن سے رہائی اور ایمان کے خواص اور ضمیمہ بپتسمہ صفحہ ۱۳۲ ۴/

راہِ نجات۔ جملہ مذاہب مروجہ پر مسیحی دین کی فضیلت و فوقیت کے ثبوت و دلائل صفحہ ۲۰۴ ۲/ مجلد ۱/

راہنمائے تعلیم سکول اور کالج کی تعلیم کے بعد کن مضامین کی اور کیسی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے مع دیگر ہدایات مفید صفحہ ۱۲۴ ۴/

سکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

بیرنگ ہائی سکول ٹبالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوشنما تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے۔ لہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر پرنسپل بیرنگ ہائی سکول ٹبالہ ضلع گورداسپور

یونگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۲ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے خرچ خوراک لوئر پرائمری میں فی طالب علم پانچ روپیہ اور اپر پرائمری سے ہائی تک ساتھ روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری کا نصف ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ انہیں جو لڑکا عمر ۱۶ سے ۱۸ سال تک کے ہیں کو قبول کئے جاتے ہیں۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیا چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔